ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.7 No.4 2023

اردو ادب کی مختصر تاریخیں: ایک تجزیہ

BRIEF HISTORIES OF URDU LITERATURE: AN ANALYSIS

1. **Dr. Nazia Younis**, Assistant Professor Urdu Department, National University of Modern Langages Islamabad
2. **Uzma Noreen,** Lecturer G.C Women University Sialkot

Abstract

Many literary histories of Urdu have been written. Although it started with mentions, the first mention of Urdu poetry is "Nakat-us-Shu'ara" in which Meer Taqi Meer gave information about Urdu poets. After that, many more mentions were written. Later, Muhammad Hussain Azad's "Aab-e-Hayat" came to the fore in which he wrote a history of the Urdu language and declared Urdu to be "Bhirj Bhasha". After this, various types of literary histories were written. The first regular history of Urdu literature was "A History of Urdu Literature" which was published in 1927. Later, its Urdu translation was done by Mirza Muhammad Askari. "Tarih Adab Urdu" compiled by Dr. Jameel Jalibi is very important in this regard. Four volumes of which have been published so far. The book "Urdu Adab Ki Mukhtasar Tareen Tareekh" compiled by Dr. Salim Akhtar is also very important. "Urdu Adab Ki Mukhtasar Tareekh " by Dr. Anwar Sadeed is another book in which a new style. This article reviews brief histories of Urdu literature.

Key Words: Nakat-us-Shu'ara", Muhammad Hussain Azad, "Bhirj Bhasha", "Tarih Adab Urdu", Dr. Jameel Jalibi, "Urdu Adab Ki Mukhtasar Tareen Tareekh", Dr. Salim Akhtar, "Urdu Adab Ki Mukhtasar Tareekh ", Dr. Anwar Sadeed.

اردو ایک ہند آریائی زبان ہے۔اس کا ہیولیٰ مختلف زبانوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔اس زبان نے مختلف ادوار میں اپنی مختلف حیثیتوں کو منوایا ہے۔ کبھی تو یہ ہندوی رہی تو کبھی ریختہ اور ریختی کے نام سے اپنی پہچان بنائی۔اس حوالے سے ڈاکٹر سلیم اختر دلچسپ انداز سے کہتے ہیں:

"لسانی تحقیقات کی بنا پر اردو کے متعلق جو قابلِ قدر مواد جمع ہوا، اس میں اردو کے بدلتے ناموں کے بارے میں معلومات وقیع ہی نہیں دلچسپ بھی ہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ داغؔ نے جس اردو پر ناز کیا تھا وہ ہمیشہ "اردو" نہ تھی چنانچہ حافظ محمود شیرانی سے لے کر ڈاکٹر سینتی کمار چیٹر جی تک لسانی محققین کی اکثریت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ہندوستان کی نسبت اسے "ہندی" یا "ہندوی" کہا جاتا رہا ہے۔اس نام کی شہادت قدیم لغات اور ادبی تصنیفات سے بھی ملتی ہے۔ چنانچہ ۸۱۲ھ میں قاضی خان بدر سے لے کر ۱۷۴۲ء میں سراج الدین خان آرزوؔ

تک سبھی قدیم لغت نویسوں نے ہندوستان کی زبان کو "ہندی" یا "ہندوی" لکھا ہے۔ علاوہ ازیں "مفتاح الفضلا" (۸۷۳ھ) اور "دستور العیان" (۹۹۰ھ) وغیرہ میں بھی اسے "ہندوی" ہی کہا گیا ہے۔"(۱)

بہر حال اس کے نام جو بھی ہوں لیکن یہ بات قابلِ غور ہے کہ جس طرح اس کے نام مختلف ادوار میں مختلف رہے ہیں۔ اسی طرح اس زبان کی تاریخوں کے حوالے سے بھی خاصی بحث جاری رہی ہے۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔

اردو کی ادبی تاریخوں کے فن میں کئی ایسی تاریخیں ہیں جو خاصی وقیع ہیں۔ اس سلسلے میں شاعروں کے تذکرے اہم حیثیت کے حامل رہے ہیں۔ مثلاً اردو شعرا کا پہلا تذکرہ "نکات الشعرا" ہے جو میر تقی میرؔ نے لکھا۔ بعد میں جو تذکرے لکھے گئے ان کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے:

۱۔ مخزن نکات۔ از قائم چاند پوری

۲۔ طبقات الشعرا۔ از قدرت اللہ قاسم

۳۔ تذکرہ شعراءے اردو۔ از میر حسن وغیرہ۔

اس کے علاوہ "محمد حسین آزاد کی کتاب "آبِ حیات" میں بھی اردو کی تاریخ کے حوالے سے خاصا دلچسپ مواد پایا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ کتاب کئی حوالوں سے خاصی متنازعہ بھی رہی مگر آزاد کے شاعرانہ اسلوب کا ایک دل کش اور نادر و نایاب نمونہ بھی ہے۔ اس کے علاوہ عبدالحئی کی "گل رعنا" بھی خاصی اہم تحقیقی کتاب ہے جو اردو کی ادبی تاریخ کا اہم نمونہ ہے۔ اس کے بعد ہم اردو کی مختصر تاریخوں کے حوالے سے اپنی بحث کا آغاز کرتے ہیں جو خاصی دلچسپ اس لیے ہے کہ اس کے مؤلفین نے اپنی اپنی جگہ تو مستند معلومات دینے کی کوشش کی مگر اس کے معاصرین نے اس کی فراہم کردہ معلومات پر خاصے اعتراضات اٹھائے۔ بہر حال یہ سلسلہ تو ہر میدان میں چلتا ہے۔ ان تاریخوں کے حوالے سے یہ بات جاننا ضروری ہے کہ بعض تو صرف شاعری یا اُس کے ادوار کے حوالے سے تحریر کی گئی ہیں جب کہ بعض میں پورے اردو ادب کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ ایسی بھی ہیں جن میں اردو ادب کی تحریکات کے حساب سے جائزہ لیا گیا ہے۔ کچھ ایسی بھی ہیں جو صرف شخصیات کے جائزہ پر مشتمل ہیں۔ غرض یہ ہے کہ ان تاریخوں میں عجیب ہی دنیا ملتی ہے۔ بہر حال یہاں پر ان تاریخوں کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) تاریخ ادب اردو۔ رام بابو سکسینہ

یہ اردو ادب کی پہلی باقاعدہ تاریخ ہے جو انگریزی میں "اے ہسٹری آف اردو لٹریچر" کے نام سے لکھی گئی۔ اس کی تاریخ اشاعت ۱۹۲۷ء ہے۔ ٹھیک دو سال بعد اس کا اردو ترجمہ "تاریخ ادب اردو" کے نام سے مرزا محمد عسکری نے کیا۔ اس تاریخ کے ۳۸۵ صفحات ہیں اور اس کا انتساب گورنر یوپی کے نام ہے۔ آخر میں اشاریہ درج کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ بڑے ہی تکنیکی انداز میں اُس وقت تک کی تاریخ کا احاطہ کیا گیا ہے۔ بعد میں اس کے مختلف ایڈیشنوں میں غلام حسین ذوالفقار، قیوم نظامی، مرتضیٰ حسین، فاضل لکھنوی اور ڈاکٹر تبسم کاشمیری نے کئی اضافے کیے۔ چوں کہ یہ اردو ادب کی پہلی باقاعدہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

تاریخ ہے اس وجہ سے اس کے پہلے ایڈیشن میں کئی غلط تواریخ شامل تھیں مگر بعد میں ان میں تصحیحات کی گئیں۔اس کتاب کے حوالے سے ڈاکٹر تبسم کاشمیری اس کے آخری ایڈیشن کے دیباچے میں یوں لکھتے ہیں:

> "۱۹۲۷ء میں جب یہ کتاب شائع ہوئی تو اس وقت تک اردو ادب پر تحقیق کے لیے اس قدر مصادر نہیں تھے جس قدر آج حاصل ہیں۔یہی وجہ ہے کہ محققین کو آج اس میں بے شمار اغلاط نظر آتی ہیں۔کتاب کے زیرِ نظر ایڈیشن کو اسی نقطہ نظر کے مطابق جدید تحقیق کی روشنی میں از سرِ نو ترتیب دے کر شائع کیا جارہا ہے۔کتاب کے اصل متن کے ساتھ حواشی دیئے جارہے ہیں۔ان حواشی میں نہ صرف سن و واقعات کی تصحیح کی گئی ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اکثر ادیبوں کے حالات میں اضافہ بھی کر دیا گیا ہے۔"(۲)

موجودہ تاریخ میں رام بابو سکسینہ نے اردو اور انگریزی دان دونوں طبقوں کی ضروریات کے تحت اصول اپنایا ہے۔دیگر یہ کہ اس تاریخ میں نظم اور نثر کو الگ الگ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔یہ کتاب ۱۹ ابواب پر مشتمل ہے۔پہلے تین ابواب اردو کے آغاز و ارتقا کے حوالے سے ہیں۔بعد کے ۱۶ ابواب میں نثر اور شاعری کی تقسیم کیا گیا ہے۔اس کتاب کی ایک اور اہم خوبی یہ ہے کہ سکسینہ نے سب سے پہلے نظیر اکبر آبادی کا ذکر کیا ہے اور انھیں خاصی اہمیت دی ہے جو دی بھی جانی چاہیئے تھی۔

(۲) اے ہسٹری آف اردو لٹریچر: گراہم بیلی

گراہم بیلی اردو کے اہم مستشرقین میں شامل تھے۔انھوں نے اردو لسانیات اور قواعد و املا کے حوالے سے خاصی کوششیں کیں۔"اے ہسٹری آف اردو لٹریچر" پہلی بار ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی۔اس کتاب کے حوالے سے گیان چند جین لکھتے ہیں:

> "اے ہسٹری آف اردو لٹریچر ہندوستان کی "وراثت سلسلہ" میں ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی۔اس کے مقامات اشاعت کلکتہ، بمبئی، مدراس، لندن، نیویارک، ٹورنٹو اور ملبورن ہیں۔گراہم بیلی کے وسائل کی داد دینی پڑتی ہے کہ ایک کتاب بیک وقت پانچ ملکوں کے سات شہروں سے شائع ہوئی۔حیرت ہے کہ ان میں ہندوستان کا دار السلطنت دہلی شامل نہیں۔"(۳)

اس کتاب کا اردو ترجمہ "اردو ادب کی تاریخ" کے نام سے ۱۹۹۳ء میں ترقی اردو بیورو نے شائع کیا۔اس کے مترجم سید محمد عظیم ہیں۔یہ کتاب مختلف گروہوں میں منقسم ہے۔جس میں پہلا "عظیم ترین شعرا" یعنی میر۔ غالب۔ انیس۔ اقبال، ولی، سودا، نظیر اکبر آبادی وغیرہ پر مشتمل ہے۔اس طرح دوسرا گروہ "بہترین غزل گو شعرا" کے نام سے تیسرا گروہ "بہترین قصیدہ نگار" کا ہے جن میں سودا"، ذوق اور نصرتی شامل ہیں۔چوتھا "مرثیہ نگار" اور پانچواں "بہترین مزنیہ نگار" کا ہے۔الغرض یہ تاریخ گروہ بندیوں سے پُر ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ایک گروپ کا شاعر دوسرے گروپ میں بھی شامل ہے۔اس طرح ۱۲ گلے ابواب میں نثر نگاروں کے گروہ بنائے گئے ہیں جیسے چھٹا گروہ "اردو نثر" کا ہے جسے آگے مزید تین حصوں، پہلا ابتدائی نثر نگار، دوسرا فورٹ ولیم کالج کے مترجمین اور تیسرا انیسویں صدی کے اردو نثر نگار شامل ہیں۔اس حصے میں جعفر زٹلی، فضلی، سودا اور عطا حسین خان تحسین وغیرہ پر بحث کی گئی ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

(۳) مختصر تاریخ ادب اردو: ڈاکٹر سید اعجاز حسین

یہ تالیف پہلی مرتبہ ۱۹۳۶ء اور پھر مقبولیت کی وجہ سے متعدد بار شائع ہوئی۔ یعنی ۱۹۶۴ء تک اس کے نصف درجن ایڈیشن شائع ہو چکے تھے۔ جس میں ڈاکٹر صاحب تنسیخ واضافے کرتے رہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر اعجاز حسین کے دیباچے میں کیا گیا ذکر دلچسپ ہے۔ لکھتے ہیں:

> "بیماری بڑھتی رہی، یہاں تک کہ قلم اٹھانے کی سکت واجازت نہیں رہی، ایسی حالت میں ڈاکٹر محمد عقیل اور پروفیسر احتشام حسین کو تکلیف دی گئی کہ جو کام میں نہ کر اسکا وہ لوگ کریں، چنانچہ دونوں حضرات نے مدد کی، بعض ادیبوں اور شاعروں پر تنقیدی مضامین لکھے جو موجودہ ایڈیشن (۱۹۶۴ء) میں شامل ہیں۔"(۴)

ڈاکٹر صاحب کا انتقال ۱۹۷۵ء کو ہوا۔ اس کے بعد اس کتاب میں سید محمد عقیل نے ترامیم کیں۔ اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ اعجاز صاحب نے اس کتاب میں تاریخ کا ذکر مبہم رکھا۔ یہ کتاب دو حصوں "حصہ نظم" اور "حصہ نثر" میں منقسم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ کی ادبی صورتِ حال مجموعی طور پر سامنے نہیں آتی۔ حصہ نظم میں گیارہ ابواب جب کہ حصہ نثر میں آٹھ ابواب ہیں۔ بعض بیانات غیر مصدقہ ہیں جن کی وجہ سے کتاب کی افادیت کم ہو جاتی ہے مثلاً خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انھوں نے اردو نثر کا کوئی رسالہ نہیں لکھا۔ اسی طرح "سب رس" کے بارے میں ذکر ہے کہ یہ تالیف وجیہ الدین گجراتی کی تالیف کا ترجمہ ہے جس کو وجہی نے ۱۰۴۵ھ میں مرتب کیا۔ یہ جملہ غیر مصدقہ ہے کیوں کہ اس کا وجیہ الدین گجراتی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ولی اور مضمون کے بارے میں غیر مصدقہ مباحث پائے جاتے ہیں۔ نظیر اکبر آبادی کے بارے میں رام بابو سکسینہ کے تتبع میں مضامین درج ہیں۔ بہر حال یہ ایک اہم تاریخ ہے جس میں آخر میں پاکستان اور ہندوستان میں ہونے والی تبدیلیوں کا ذکر بڑی خوبیوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔

(۴) اردو ادب کی تاریخ: نسیم قریشی

یہ تاریخ نسیم قریشی نے ۱۹۵۵ء میں آزاد کتاب گھر دہلی سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں نہ تو کسی ادبی رجحان پر بحث موجود ہے نہ ہی اس میں گروپ بندی کے حساب سے تقسیم کی گئی ہے۔ ابواب میں کوئی خاص ترتیب نہیں رکھی گئی۔ مثلاً پہلے باب کا عنوان "اردو زبان کی پیدائش اور ترقی" ہے۔ جس میں زبان کے آغاز وارتقاء پر بحث کی گئی ہے۔ اس طرح نسیم قریشی نے سب سے پہلا شاعر مولا محمد افضل (م۔۱۰۱۴ھ) کو قرار دیا ہے۔ جب کہ بعد کی تحقیق کی مطابق یہ اشعار "بکٹ کہانی" کے مصنف گوپال کے ہیں جو افضل تخلص کرتے تھے۔ اس طرح انھوں نے خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سے منسوب کسی بھی رسالے کو ماننے سے انکار کیا ہے۔ مزید براں وہ فائز دہلوی کو اردو کا پہلا صاحبِ دیوان شاعر مانتے ہیں جب کہ جمیل جالبی کے مطابق شالی ہند کا پہلا صاحبِ دیوان شاعر آبرو ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے "دہ مجلس" سے پہلے ۱۳۰۸ء کی تصنیف کردہ ایک رسالہ کا ذکر کیا ہے جس کو دیگر محققین نہیں مانتے۔ اس کے انتساب میں بھی نسیم قریشی نے بتایا ہے کہ یہ کتاب نصابی ضرورتوں کے تحت لکھی گئی ہے۔ اس کے حوالے سے نیاز الحق صاحب کے الفاظ یہ ہیں:

> "سنن کے اغلاط اور کتابوں کے غلط انتساب کی وجہ سے یہ کتاب طالب علموں کے بھی گمراہ کن ہو سکتی ہے۔ اس تاریخ کا انداز تذکراتی ہے۔ یعنی شاعر یا نثر نگار کے نام کے بعد چند سطور میں ان کے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

کام کاذکر کر دیا گیا ہے۔ کسی ادیب یا شاعر کی تخلیقات کا کوئی تنقیدی تجزیہ پیش نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی کسی کا مقام و مرتبہ متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ البتہ کہیں کہیں مصنف نے ادوار پر مجموعی تبصرہ کرتے ہوئے اس دور کے سیاسی و سماجی پس منظر کو مد نظر رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ کتاب تاریخ ادب سے قریب معلوم ہوتی ہے۔ مگر بقول افشاں زوار "ادبی تاریخ کی روایت میں کسی نوعیت کے اضافے کا باعث نہیں ہے۔ اس لیے اس روایت میں اس کتاب کا کوئی اہم مقام نہیں ہے۔"(۵)

(۵) اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ: ڈاکٹر سلیم اختر

اردو ادب کی تمام مختصر تاریخوں میں یہ سب سے مقبول ترین تاریخ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اپنے آغاز یعنی ۱۹۷۱ء تک سے لے کر ۲۰۱۰ء تک اس میں مسلسل اضافے اور ترمیمات ہوتی رہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب فیڈرل اردو بورڈ اور سی ایس ایس کے نصاب یں بھی شامل رہی ہے۔ اس کے اب تک یعنی ۲۰۱۵ء تک بیالیس ایڈشن شائع ہو چکے ہیں۔ اگرچہ اسمیں دی گئی تاریخ ۲۰۰۰ء تک ہی ہے۔ سلیم اکتر صاحب بھی وفات پا چکے ہیں۔ دیگر یہ کہ اس کتاب کی مقبولیت کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک کیپسول میں سارے تشنگان ادب کے لیے بھرپور ہے۔ ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ اکثر عنوانات کے نام بھی افسانوی انداز میں رکھے گئے ہیں جس کی وجہ سے طلبا کی چلچسپی بڑھ جاتی ہے۔ مثلاً: طاؤس، تحت طاؤس اور تخلیق "پہلے باب کا نام ہے جس میں دیگر ذیلی عنوانات "موسم کی گدگدی"، کنول اور نیل کنول۔۔۔۔ جغرافیہ کی نیسا کھ۔ نخل ماتم، ہر چند ہو مشاہدہ۔۔۔ قفس رنگ۔۔۔ موتی اور ذہین شاعر، ظل سبحانی اور ادب زیست نما"۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سلیم اختر نے ہر عنوان کے حوالے سے کئی دلچسپ حوالے بھی دیئے ہیں اور چوں وہ خود بھی ایک نفسیاتی افسانہ نگار رہے ہیں۔ اس لیے انھوں نے قارئین کی نفسیات کے مطابق عنوانات کے نام بھی رکھ دیئے ہیں۔ سلیم اختر کا طنز و مزاحیہ انداز پوری تاریخ میں ہر ہر صفحہ پر بکھرا نظر آتا ہے۔ اس کتاب کے چوبیس ابواب ہیں۔ جن میں اٹھارہ قیام پاکستان سے پہلے اور چھ قیام پاکستان کے بعد کے ہیں جو ۱۹۹۹ء کے ادبی ماحول ہر ختم ہو جاتے ہیں۔ پہلے باب میں ان کا دلچسپ انداز ملاحظہ ہو:

"جاندار کے بغیر خوش منظر تصویر بن کر رہ جاتا ہے۔ پرندوں کے بغیر شہر سونا ہوتا ہے۔ بلبل کے بغیر شاخ گل اجڑی اجڑی نظر آتی ہے۔ کونجوں کی ڈار سے سوتے آسمان میں زندگی کی لہر بن کر ابھرتی ہے اور رم آہوریت کی انگڑائی ثابت ہوتا ہے۔۔۔ سو جنگل، میدان، پانی سب اپنی اپنی مخلوق سے آباد ہوں تو خوب صورت اور زندہ لگتے ہیں۔۔۔ شاعر اپنے خطہ کے مخصوص مناظر کے ساتھ ساتھ مناظر سے وابستہ متحرک جہات سے بھی تشبیہات اور استعارات اخذ کرتا ہے۔"(۶)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.7 No.4 2023

اس طرح دیگر ابواب میں بھی انھوں نے ہر باب کے حوالے سے دلچسپ معلومات اکٹھی کر کے کسی منطقی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کی ہے۔ دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ انھوں نے پاکستانی اردو ادب کے "لاہوری گروپ" کی نمائندگی کرتے ہوئے "سرگودھا گروپ" پر اچھی خاصہ چوٹیں بھی کی ہیں جو کسی طرح جائز نہیں۔ یہ ان کی ذاتی نوک جھونک تو ہو سکتی ہے ادبی نہیں۔ مثلاً ایک ادبی تاریخ کے بارے میں ان کے الفاظ یہ ہیں:

"تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند۔ المعروف حکایت عجیب و غریب اور لطائف دلپذیر۔"

اس کے علاوہ وزیر آغا پر ذاتی حملے کر کے اس تاریخ کی افادیت کم کی ہے۔ اردو کے قدیم ادوار سے لے کر جدید ادوار تک ہر دور اور دبستان کے حوالے سے سلیم اختر صاحب نے مکمل معلومات سے اس تاریخ کو دلچسپ بنانے کی سعی کی ہے۔ نظیر اکبر آبادی کو انھوں نے چٹکلہ باز شاعر سے تشبیہ دی ہے جو خاصی دلچسپ ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے نظیر کے حوالے سے خاصی شگفتہ بحث سے اپنی تحقیق کو حسبِ حال بنایا ہے۔ اس کے علاوہ لکھنؤ کی شاعری کے بارے میں بھی مخصوص انداز میں "ناز و انداز کا اسلحہ خانہ ریختی" کا عنوان دے کر اسے مزید خوب صورت بنایا ہے۔ انھوں نے دبستانِ دہلی کا بھی خوب ذکر کیا ہے اور اس کی چیدہ چیدہ خصوصیات بیان کی ہیں۔ ساتھ غالبؔ، میرؔ، مومنؔ اور دیگر شعرا کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کی ہیں۔ بہر حال یہ کہا جا سکتا ہے کہ "اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ" ایک مستند تاریخ گردانی جا سکتی ہے اور ادب کے بیش تر گوشوں کے بارے میں مکمل معلومات مع دلائل دیئے گئے ہیں۔ اس تاریخ کے آخر میں وہ احساس تفاخر سے کہتے ہیں:

> "آج ہم اکیسویں صدی کے دروازہ پر دستک دینے کو ہیں تو ہم نے موجودہ صدی میں متنوع طریقوں سے تخلیقی فعلیات کا ثبوت دیا ہے لہذا رخصت ہوتی صدی ہم سے ناخوش نہ جائے گی۔۔۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ اردو ادب کی مختصر ترین کتاب کا نظریاتی اور اضافہ شدہ ایڈیشن صدی کے اختتام پر طبع ہو رہا ہے۔ یہ کتاب جہاں چار صدیوں کی تخلیقی مساعی کا پیمانہ ثابت ہوئی ہے وہاں ایک طرح یہ اکیسویں صدی کو تخلیقی فضا کے لیے اشارہ بھی ہے۔ مبہم ہی سہی۔" (۷)

مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر سلیم اختر نے ابتدا سے لے کر ۲۰۰۰ء تک اردو ادب کے حوالے سے بیش تر معلومات فراہم کی ہوئی ہیں جو خاصی مقبول ہیں۔

(۵) اردو ادب کی تنقیدی تاریخ۔

یہ کتاب سید احتشام حسین کی مرتب کی ہوئی ہے جو ان کی وفات کے ۱۱ کے (۱۹۷۲ء) کے گیر سال بعد ۱۹۸۳ء کو شائع ہوئی۔ یہ تاریخ ادو اور ہندی دونوں زبانوں میں مرتب ہوئی تھی۔ اس میں مصنف نے "خالق باری" کے بارے میں میں بھی اچھی خاصی بحث کی ہے۔ اس طرح معراج العاشقین کے بارے میں بھی انھوں نے خاصی بحث کی ہے۔ ایک خاص بات یہ ہے کہ یہ پہلے سے معلوم تاریخ کی تنقید کی ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

ایک اہم بات یہ ہے کہ یہ پہلے سے معلوم تاریخ کی تنقید ہے۔اس لیے یہ ایک اہم تاریخ ہے۔اردو کی دیگر ادبی تاریخوں میں مزید اردو ادب کی مختصر تاریخ:از ڈاکٹر انور سدید اور تاریخ ادب اردو مرتبہ شائع کردہ ادارہ ادبیات اردو، حیدر آباد شامل ہیں۔ مگران کتابوں کا ذکر مقالے کی طوالت کی وجہ سے نہیں کیا گیا۔

مجموعی طور یہ کہا جاسکتا ہے کہ اوپر بیان کی گئی تاریخیں مختصر ہونے کے باوجود انفرادی لحاظ سے کم نہیں ہے۔کچھ اضافی خوبیوں کے باعث یہ تاریخیں افادیت کے لحاظ سے کسی طرح کم نہیں ہیں اور اضافی خوبیوں کے باعث یہ تاریخیں انتہائی مستند ہیں اور ادب کے حوالے سے اپنی تمام خوبیاں لیے ہوئے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر سلیم اختر،اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۰۹ء،ص۴۳ص

۲۔ ڈاکٹر تبسم کاشمیری،تاریخ ادب اردو، جلس ترقی ادب،لاہور،۲۰۰۱ء،ص ۱۲

۳۔ ڈاکٹر گیان چند جین،اردو کی ادبی تاریخیں،انجمن ترقی اردو، کراچی،۲۰۰۰ء،ص ۱۶۴

۴۔ ڈاکٹر اعجاز حسین، مختصر تاریخ ادب اردو، جاوید پبلشرز،الٰہ آباد،۱۹۸۴ء،ص۹

۵۔ نیاز الحق،اردو کی ادبی تاریخوں سے متعلق تنقید کا تجزیاتی مطالعہ (غیر مطبوعہ،مقالہ پی ایچ ڈی)، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ،۲۰۲۱ء،ص ۱۹۳

۶۔ ڈاکٹر سلیم اختر،اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ،ص ۳۳

۷۔ ڈاکٹر سلیم اختر،اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ،ص ۶۷۳